حضرت مولانا لطافت الرحمان سواتی
جامعہ اسلامیہ بہاولپور

ایک زائر حرمین کا سفرنامہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ:- پروردگار عالم نے آج کی مادی آسائشوں اور سائنسی سہولتوں کی بہتات میں زیارت حرمین کے سفر کے لئے جس سہولت و آرام کا سامان فراہم فرمایا ہے۔ اس پر مسلمان جس قدر شکر کرے کم ہے۔ کیونکہ ماضی بعید و قریب میں ملّت مسلمہ کے لاکھوں افراد عالم اسلام کے ہر طرف سے آکر حرم مکہ اور مدینہ کی زیارت کرتے رہے ہیں۔ مگر اس سفر میں ان کو جن صعوبتوں سے سابقہ پڑتا تھا۔ وہ مسلمان امت کی دینی تاریخ کا ایک اہم تر باب ہے جس پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے آج کا مسلمان حیران ہو کر کہتا ہے۔ کہ یا اللہ ماضی میں یہ سفر حد درجہ دشوار اور دقّت طلب تھا۔ اور آج سفر غایت درجہ سہل پر لطف اور زمین یا سمندر کی بجائے ہوا کے کندھوں پر تھوڑے ہی وقت میں سرانجام ہو سکتا ہے۔ مثلاً پاکستانی مسلمان کم و بیش چار گھنٹے کی پرواز سے اپنی اس عظیم خواہش کو پورا کر لیتا ہے جس کے تحت گویا ہوائی جہاز وہ سائنسی کبوتر ہے اور موجودہ حاجی وہ چیونٹی ہے جس کے بارہ میں شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ ؎

موری مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسم　　　　دست در پائے کبوتر زد و در کعبہ رسید

غرض یہ کہ حج اور عمرہ جس قدر اہم عبادتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اسی قدر آسانی کا انتظام فرمایا ہے اور اسی سے فائدہ اٹھا کر مسلمان قوم کے سعید اور نیک بخت افراد حج اور عمرہ کرتے ہیں اور اللہ کا یہ انعام و اکرام اسی قدر عام اور سہل الحصول ہے کہ اس سے مجھ جیسا جاہل و کاہل گنہگار و شرمسار مسلمان بھی فیض یاب ہو گیا ہے۔
فللہ الحمد علیٰ منّہ و کرمہٖ

<u>میرا حج</u> | میرے حج میں ایسی کوئی بات تو خیر نہ سہی جو قارئین "الحق" کے لئے تازہ علم و معلومات کا ذریعہ ہو تاہم مضمون پڑھنے والے حضرات پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرے اس سفر کے دوران بعض درپیش حالات اور واقعات قارئین کرام کے لئے موجب لطف و سرور ضرور ہیں۔ جن کے عرض کرنے سے مقصد کوئی ریا و نمود تو اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ اب یہ عبادت آسان ہو گئی ہے۔ تو اگر میں بھی بحیثیت ایک مسلمان کے اس سے بہرہ ور ہوا تو

کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ اگرچہ میں اس قابل نہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم پر شکر و ثنا ادا کرنے سے بھی قاصر ہوں ؎

فلوان لی فی کل منبت شعرہ	لساناً لما ادیت حق ثنائہ

حج کی درخواست اور صلوٰۃ التسبیح میں نے ۳۰ اپریل ۱۹۷۸ کو حبیب بنک اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں حج کی درخواست دی پھر یکم جون سے تعطیلاتِ موسم گرما کے دوران میں سوات تھا۔ انہی دنوں رمضان بھی آگیا۔ اور خوش نصیب امیدواروں کی منظوری کی اطلاعیں بھی آنے لگیں۔ جن میں میرے برادر مولانا محمد قاضی خان صاحب فاضل دیوبند اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی تھیں۔ مگر میری طرف کوئی اطلاع نہ آئی۔ اور میں حد درجہ مایوسی اور ناکامی کے تفکرات میں ڈوبا ہوا تھا۔ تا آنکہ ماہ صیام کے آخری جمعہ کو میں نے صلوٰۃ التسبیح پڑھی۔ اور خداوند پاک کے حضور نہایت عجز و نیاز سے رو با منظوری درخواست کی دعا مانگی۔ اور تین گھنٹہ مسلسل بارگاہ رب العزت میں آہ و زاری کی۔

۱۷ شوال کو میں بہاولپور چلا آیا۔ یہاں بھی اکثر لوگوں کو منظوری کی اطلاعیں آچکی تھیں۔ اگرچہ میں مایوس تو تھا ہی لیکن صلوٰۃ التسبیح والے شغل سے پر امید بھی تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز میرے ایک دوست حاجی محمد رمضان صاحب خیاط نے مجھے مبارک دی اور کہا کہ آپ حج پر ضرور جائیں گے۔ کیونکہ میں نے خواب میں آپ کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ چوتھے روز میرے نام حاجی کیمپ کراچی سے یکے بعد دیگرے دو تار آتے۔ کہ آپ کی درخواست منظور ہو گئی ہے۔ آپ فوراً ہمیں بذریعہ تار مطلع کریں کہ آپ کراچی کب آرہے ہیں۔ میں نے ۱۲ اکتوبر کو کراچی پہنچ جانے کی اطلاع دی۔

بہاولپور سے روانگی میں ۱۰ اکتوبر کو بہاولپور سے روانہ ہوا۔ ۱۲ اکتوبر صبح ۸ بجے صدیقی صاحب سکرٹری وزارتِ حج سے ملا۔ انہوں نے ضروری کارروائی مکمل کرنے کے بعد مجھے جہاز کا ٹکٹ دے دیا۔ دوسرے روز صبح ۵ بجے ہوائی اڈہ پہنچا۔ اور یہاں آکر احرام باندھا اور تلبیہ کے شور و شغب سے جو کیفیت میری تھی۔ وہ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

دس بجے ہوائی جہاز عازم جدہ ہوا۔ سوا دو بجے ہم مطار جدّہ میں اترے۔ یہاں کم و بیش چھ گھنٹے پاسپورٹ وغیرہ کی تیاری میں صرف ہوئے۔ بعد نماز عشا۔ حرم پاک کی طرف بس میں روانہ ہوئے۔ رات ایک بجے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں پہنچ کر مسلمان اپنی پوری زندگی میں ایسا سعید وقت دوسری جگہ نہیں پا سکتا۔ جس قدر سعید اور لذیذ حرم شریف میں داخلے کے بعد کعبۃ اللہ پر نظر پڑنے کی ہے۔ کعبۃ اللہ پہ اپنی گناہ گار نظر جمائے رہا۔ اور میں حیران تھا کہ یا اللہ کہاں میں اور کہاں یہ عظیم مقدس اور معظم بیت۔

زیادہ تر اوقات حرم شریف کی مقدس فضا میں گذرتے رہے اور مجھ گناہ گار سے عبادت تو ہوئی نہیں البتہ اللہ نے موقع فراہم فرمایا تھا۔

بیت اللہ اور قبولیت دعا۔ ۲۲ر ذیقعدہ کی رات کو بعد نماز عشا دیر تک تلاوت قرآن میں مشغول رہا اس کے بعد طواف کر کے حطیم والے رکن پر سر رکھ کر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی تھی اس میں تین باتوں کا خاص طور پر میں نے سوال کیا تھا اور حج سے واپسی پر تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے تینوں باتیں قبول فرما لیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آستانہ رب کائنات پر حاضری سے وہ مجھ جیسے گناہ گار کی دعائیں بھی قبول فرماتے ہیں۔

۲۳ر ذیقعدہ کو صبح ۹ بجے عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ مکہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ کم و بیش چار سو کلومیٹر ہے لیکن دوران سفر بسوں کے چلنے کے وقفے، ہوٹلوں پر حاجیوں کے کھانے، نماز وغیرہ اور دوسری ضروریات کے سبب دیر لگتی ہے۔ اس وجہ سے بعد مغرب مدینہ منورہ پہنچے اور روضۂ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ پھر قیام مدینہ میں مقامات کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔

نو دن کے قیام کے بعد یکم نومبر کو عازم مکہ مکرمہ ہوئے۔

حرم شریف کی عظمتوں کی ایک جھلک عام طور پر میرے لئے زمین پر سونا ممکن نہیں ہے۔ مگر حرم شریف میں رات کے دو بجے تک تلاوت قرآن میں مشغول رہا اور ناقابل بیان حد تک ذوق و حلاوت اور لطف و سعادت سے اپنے آپ کو مالا مال تصور کر رہا تھا۔ اور تھک کر قرآن مجید رومال میں لپیٹ کر رکھ دیا اور لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ تہجد کی اذان جب حرم شریف میں گونجی تو میں جاگا۔ خدا کی قسم میں انتہائی خوش اور میرا بدن اس قدر آسودہ تھا جس طرح کہ بچہ اپنی ماں کی گود میں سو کر خوش اور آسودہ ہوتا ہے۔ اس طرح بیت اللہ کی عظمت نے بظاہر ایک ناممکن کام کو ممکن بنا دیا ہے۔ ؎

اک وہ ہے کہ مشکل کو بھی ممکن بنا گئے
کہ ہم ہیں کہ ممکن بھی حاصل نہ کر سکے

ایام حج کے اشغال و مناسک ۸ر ذی الحجہ یوم الترویہ کو صبح ۸ بجے منیٰ کو روانہ ہوئے۔ ۹ر ذی الحجہ یوم العرفہ کو وقوف عرفات کا فریضہ ادا ہوا۔ مسجد نمرہ میں اللہ نے جگہ دے دی۔

بعد مغرب مزدلفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور مسجد مشعر الحرام میں نماز ادا کرنے کی اللہ نے سعادت بخشی۔

منیٰ میں آگ منیٰ میں ہمارے کیمپ کے قریب ایک کیمپ میں آگ لگ گئی۔ سعودی حکومت کے فائر بریگیڈ اور گاڑیوں نے پانی اور ہیلی کاپٹروں کے گیس پھینکنے سے آگ پر قابو پا لیا گیا۔ کیمپ تو جل گیا مگر جانی نقصان سے لوگ محفوظ رہے۔ ۱۳ر ذی الحجہ کی شام بیت الحرام میں واپس پہنچے۔

غارِ حراء ۱۹ ذی الحجہ کو غارِ حرا گئے۔ یہ غار ایک بلند پہاڑ جسے جبلِ نور کہتے ہیں بڑی بڑی چٹانوں کے اندر واقع ہے۔ یہاں کی فضا اور ہیبت و عظمت کا منظر۔ نزول وحی الٰہی اور حامل وحی حضرت جبرئیل کی ایک ابدی اور دائمی یادگار ہے۔ غارِ حرا کے اس منظر میں وہ حصہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے جہاں غار کے قریب ہی اس قدر خلا ہے جس سے آدمی بمشکل ہی گزر سکتا ہے۔ اور گذرنے والے کو یہ سعادت ملتی ہے کہ جن دو پتھروں کے درمیان شکنجہ کی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر مشکل سے گذرا ہوگا۔ اسی طرح آج میرا بدن بھی سعادت اندوز ہو گیا ہے۔

عمرہ اور جعرانہ ۲۱ ذی الحجہ کو ہم جعرانہ گئے۔ جو زمین حل میں واقعہ ہے۔ احرام باندھا اور دوگانہ ادا کیا اور حرم شریف آ کے عمرہ ادا کیا۔

قائم شدہ : ۱۹۳۶ء

SULTAN

FANS & MOTORS

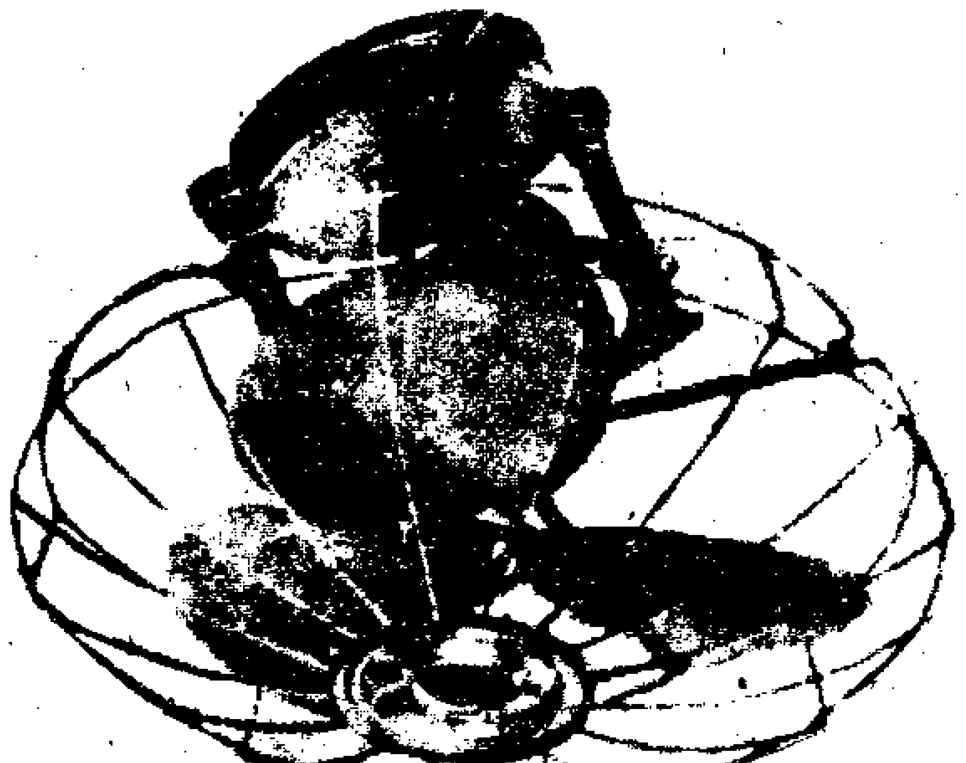

پنکھے اور موٹریں

خوبصورت

دیرپا

سیلنگ — ٹیبل — پیڈسٹل — ایگزاسٹ

سلطان

تیار کردہ: نیشنل میٹل ورکس لمیٹڈ جی ٹی روڈ گجرات

فون: ۴۷۶۵ رہائش ۳۴۵۶ تار سلطان فین